وی وغیرہ کی طرف اشارہ، دَآبَّۃُ الْاَرْضِ (النمل :۸۲) سے سٹیلائٹ، یا سات آسمانوں سے سات سیّارے مراد لینا، یا جدید ترین معلومات کی روشنی میں زمین کے اوپر نظام شمسی کو پہلا آسمان، ہماری کہکشاں کو دوسرا، اور اسی طرح مشہود آسمان کو مزید پانچ حصوں میں تقسیم کرنا، یہ سب مصنف کے نزدیک غلط تطبیقات ہیں۔ آخر میں ان کا کہنا ہے کہ ''تفہیم قرآن میں سائنسی علوم کو اس طرح استعمال کیا جانا چاہیے کہ یہ علوم قرآن کے خادم نظر آئیں، نہ کہ ان کو قرآن پر حاکم بنا دیا جائے''۔

فاضل مصنف نے مباحث مع دلائل مبسوط انداز میں پیش کیے ہیں۔ البتہ ایک کمی ضرور ہے، جس کا احساس خود انھیں بھی ہے۔ وہ یہ کہ مقبول سائنسی تشریحات کے نمونے کتاب میں نہیں پائے جاتے۔ اگر تھوڑی اور محنت کر کے یہ نمونے بھی جمع کر دیے جاتے تو کتاب کی افادیت بڑھ جاتی۔ ممکن ہے کہ یہ نمونے اُن تفاسیر میں ہی مل جائیں جن سے غیر مقبول نمونے جمع کیے گئے ہیں۔ بہر حال کتاب بہت خوب اور تمام علما اور دانش ورانِ ملّت کے لیے سود مند ہے۔ (محمد ریاض کرمانی)

مولانا حمید الدین فراہی - مفسّر و محقق ڈاکٹر ابوسفیان اصلاحی

ناشر: قرآنک ریسرچ سینٹر، کبیر کالونی، علی گڑھ، ۲۰۰۸ء، ص: ۲۵۱، قیمت -/۲۰۰ روپے

نظمِ قرآن اور کلامِ عرب سے استشہاد کے حوالے سے مولانا حمید الدین فراہیؒ (۱۸۶۳-۱۹۳۰ء) کا اختصاصی نقطۂ نظر معروف ہے۔ موصوف نے قرآن کو ایک کل قرار دیا ہے جس کو الگ الگ اجزاء میں تقسیم کر کے فہم قرآن کا حق ادا نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح تفسیر قرآن کے ضمن میں انھوں نے کلام عرب سے استشہاد کو بنیادی اہمیت دی ہے۔ ان کے اس بنیادی فکر کو ان کے شاگرد رشید مولانا امین احسن اصلاحیؒ (م ۱۹۹۷ء) نے آگے بڑھایا اور اس کی مدلّل توضیح وتشریح کی ہے۔ زیر تبصرہ کتاب میں انہی دونوں کے نقطۂ نظر کو پیش کیا گیا ہے۔ مقدمہ کے علاوہ یہ کتاب چار مقالات پر مشتمل ہے۔ پہلا مقالہ 'سورتوں کی گروپنگ اور عمود کا جائزہ (فراہی اور اصلاحی نقطۂ نظر)' کے عنوان سے

ہے ۔ دوسرے مقالے کا عنوان ہے: 'تفسیر فراہی میں کلام عرب سے استشہاد'۔ تیسرا مقالہ: 'فراہی نظریۂ تعلیم کی بنیاد: قرآن کریم' اور چوتھا مقالہ 'ذکر فراہی - ایک مطالعہ' کے عنوان سے ہے۔ ضخامت کے اعتبار سے پہلا مقالہ نصف کتاب (ص ۱۳-۱۳۱) اور دوسرا مقالہ چوتھائی کتاب (ص ۱۳۳-۲۱۴) پر مشتمل ہے۔ بقیہ دو مقالے تقریباً بیس بیس صفحات کے ہیں۔ گویا یہ کتاب اصلاً پہلے دو موضوعات سے بحث کرتی ہے۔ ضمناً آخر کے دو مقالات شامل کردیے گئے ہیں جو افادیت سے خالی نہیں۔

قرآن مجید کی ایک قسم کی گروپنگ زمانۂ نزول قرآن سے قائم ہے اور وہ ہے سورتوں کی مکی و مدنی تقسیم۔ مضامین و موضوعات کے اعتبار سے مفسرین نے ان سورتوں کی الگ الگ خصوصیات ضرور بیان کی ہیں، مگر نظم قرآن کے حوالے سے زیر تبصرہ کتاب میں مذکور گروپنگ علامہ فراہی اور مولانا اصلاحی کی امتیازی خصوصیت ہے، جس سے فہم قرآن کی راہیں آسان ہوتی ہیں اور قرآن میں سورتوں اور آیتوں کے باہمی ربط کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ اس پہلو سے یقیناً یہ ایک عمدہ کوشش ہے، مگر اس سلسلے میں کوئی متفقہ اور طے شدہ اصول بیان کرنا شاید مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس گروپنگ میں استاذ و شاگرد کے درمیان کلّی اتفاق نہیں پایا جاتا اور دونوں بعض سورتوں کی تقسیم میں مختلف الرائے ہیں۔ جہاں تک تفسیرِ قرآن میں کلامِ عرب سے استشہاد کا معاملہ ہے تو بلاشبہ قرآن کے فہم میں جس ذریعے سے بھی مدد ملتی ہو اس سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیے، مگر اس ضمن میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ قرآن کا نزول جس ذاتِ گرامی پر ہوا اس کا فہم اور تشریح بھی پیش نظر رہے، یعنی قرآن کی تفسیر بالماثور نظر انداز نہ ہو۔ اگر کلامِ عرب سے استشہاد پر ضرورت سے زیادہ زور دیا جائے گا اور اس پر تفسیرِ قرآن کی بنیاد رکھی جائے گی تو یہ آسانی سے مشکل کی طرف رجوع کرنے کے مترادف ہوگا، کیوں کہ قرآن کو آسان بنایا گیا ہے۔ اس کے برعکس فنّی اعتبار سے کلام عرب کا فہم مشکل ہے اور ہر شخص کی ذہنی سطح اس کی متحمل نہیں ہوسکتی، جب کہ فہم قرآن کا ہر شخص مکلّف ہے۔ دوسری بات یہ کہ استناد وثبوت کے اعتبار سے بھی بہر حال تفسیر بالماثور کو ترجیح حاصل ہے، لہذا ضروری ہے کہ اس